تبصرۂ کتب

Images of Jesus Christ in Islam
Introduction, Survey of Research, Issues of Dialogue

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مسلمانوں کے تصورات
تعارف، تحقیقات کا جائزہ، مکالمے کے موضوعات

مصنف : او-لیروِک (O. Liervik)

ناشر : سویڈیش انسٹی ٹیوٹ آف مشنری ریسرچ، پوسٹ بکس نمبر ۱۵۲۶، اپسالا

سالِ اشاعت : ۱۹۹۹ء

صفحات : ۲۶۹

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماہیت کا سوال مسیحیت کے پیروکاروں کے درمیان گرما گرم بحث کا موضوع رہنے کے ساتھ ساتھ مذہبی گروہ بندی کا سبب بھی رہا ہے۔ مسئلے کی اہمیت کے پیشِ نظر دورِ حاضر کے مسیحی مصنفین بھی ماضی کے مناظرین کی طرح اسلام کا مطالعہ، اس کے تصورِ عیسیٰ کے حوالے سے کرنے پر مجبور ہیں۔

قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معجزانہ طور پر پیدا ہونے والے ایک بن باپ مرد اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کے طور پر پیش کرتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے بعض معجزات کی طاقت عطا کی تھی۔ قرآن مجید، اس کے ساتھ ساتھ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام وراُن کے خاندان کے خلاف یہودیوں

کے بعض الزامات اور دعووں کی تردید کرتا ہے۔ حضرت محمدؐ نے سلسلۂ انبیاء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی منفرد حیثیت اور اُن کے ساتھ اپنے تعلق پر زور دیا ہے۔ قرآن مجید اور ذخیرۂ احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ، حلقۂ اسلام میں داخل ہونے والوں کے ذاتی مسیحی پس منظر یا مسیحیت سے اُن کی واقفیت کے نتیجے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اُن کی اطلاعات بھی مسلم ادب کا حصہ بن گئیں۔

ماضی قریب کے نوآبادیاتی / تبشیری دور میں، جس کی باقیات، خصوصاً فکری سطح پر اب تک چلی آ رہی ہیں، مسیحی اہل قلم نے مسلمانوں کو حلقۂ مسیحیت میں لانے کی واحد غرض سے اسلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تصور پر لکھنا شروع کیا، مگر یہ کوشش اس لیے کارگر ثابت نہ ہوئی کہ اسلامی مراجع کا مطالعہ ان کے صحیح تناظر میں نہیں کیا گیا تھا۔ مبشرانہ طرزِ فکر کے متوازی ۱۹۶۰ء کی دہائی میں، اگر ہم دوسری ویٹی کن کونسل کو نقطۂ آغاز سمجھیں تو، مکالمانہ سوچ کا آغاز ہوا۔ اُس وقت سے مسیحی اہلِ علم دینیاتی اور مسلمانوں کے مقبول عام لٹریچر کی بنیاد پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تصور پر لکھ رہے ہیں۔ اسی طرح مسلم۔مسیحی مکالمے میں دلچسپی لینے والے مسلمان اہل علم مناظرانہ بحثوں میں الجھے بغیر تاریخ کے مختلف ادوار میں مسیحیت کے ساتھ مسلمانوں کے حلیفانہ (یا حریفانہ) تعلق پر اظہارِ خیال کر رہے ہیں۔ اسلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تصور کے موضوع پر تازہ ترین کاوش ناروے کے مسیحی عالم جناب لیروِک کی زیرِنظر کتاب ہے۔ جناب لیروِک خود اپنے بقول مسلم۔مسیحی مکالمے کو فروغ دینے کے خواہش مند ہیں، اگرچہ اُن کی کتاب ایک تبشیری ناشر نے شائع کی ہے۔

یہ کتاب بنیادی طور پر انگریزی اور دوسری مغربی زبانوں میں، مسلم مآخذ و مراجع پر مبنی اُس تحقیق کا جائزہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات کے حوالے سے سامنے آئی ہے، مگر کتاب میں کم و بیش اُن تمام مناظرانہ موضوعات کا احاطہ کر لیا گیا ہے جو صدیوں سے زیرِ بحث ہیں۔

کتاب کے پہلے پانچ ابواب میں قرآن مجید، ذخیرۂ احادیث، تفاسیر اور مسلم حکایات وقصص، نیز شیعی اور صوفی روایت کے حوالے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تصورات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ قرآن مجید، تفسیری سرمائے اور ذخیرۂ احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کس طرح دیکھا گیا ہے، اس پر نہایت تفصیلی بحث ہے، کیوں کہ مغربی زبانوں میں ان موضوعات پر بہت تفصیل سے لکھا گیا ہے اور یہ سب کچھ بآسانی دستیاب ہے۔ اس کے برعکس ''شیعی روایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام'' کے زیرعنوان لکھا گیا باب جو محض پانچ صفحات پر مشتمل ہے، ازحد تشنہ ہے۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ یہ موضوع ابھی تک زیادہ توجہ حاصل نہیں کر سکا۔ کتاب کا چھٹا باب اسلام اور مسیحیت کے درمیان ''روابط اور مخاصمت'' کے جائزے کے لیے مخصوص ہے۔ ساتواں باب بیسویں صدی کے رجحانات اور مباحث پر روشنی ڈالتا ہے اور آخری باب بین المذاہب مکالمے کے موضوعات کا احاطہ کرتا ہے۔

مسلمانوں کے سوچے سمجھے نقطۂ نظر کے باوجود، جس کا اظہار سائل بالچ نے کیا ہے کہ: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماہیت کے حوالے سے مسلم-مسیحی مکالمے سے کچھ حاصل ہونے والا نہیں'' اور ''خدا پر ایمان اور اخلاقی ومعاشرتی، نیز مذہبی مقاصد جیسے مشترک امور کی جانب رجوع ہی کسی بامقصد مکالمے اور ثمر آور تعاون کی ضمانت دے سکتا ہے،'' مگر اس کے باوجود جناب لیروِک کی رائے یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماہیت سے متعلق مسائل اہم ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تصورات اور مسلم-مسیحی تعلقات کے زیرنظر جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک بعض موضوعات پر قلم نہیں اٹھایا گیا۔ مصری مصنف عباس محمود عقاد (۱۸۸۹ء-۱۹۶۴ء) کی تالیف ''عبقریت مسیح'' کا خصوصی تذکرہ کرتے ہوئے اس کے مندرجات کا تجزیہ کیا گیا ہے، لیکن خواجہ حسن نظامی (۱۸۷۶ء-۱۹۵۵ء) کی اردو میں لکھی گئی ''تاریخ مسیح'' نظر میں نہیں آسکی۔ ایک اور پہلو جس پر تحقیق وتفحص کی ضرورت ہے، وہ مسلم اہلِ

دانش پر عربی، فارسی اور اُردو میں لکھنے والے مسیحی اہل قلم کے اثرات کا جائزہ ہے۔

جناب لیروِک اسلامی علوم کی بنیادی اصطلاحات سے بخوبی واقف ہیں، اور اُنہوں نے اپنی تحریر میں ان کا بجا طور پر استعمال کیا ہے، تاہم کتاب کے بعض مقامات مزید غور و فکر کے متقاضی ہیں۔ مثال کے طور پر:

صفحہ۲۳: قرآن مجید کی ترکیب ''باذن اللہ'' درست طور پر انگریزی حروف میں نہیں لکھی جاسکی۔

صفحہ۴۲: لکھا گیا ہے کہ ''سنی اسلام میں چھ مختلف کتابوں کو حدیث سمجھا جاتا ہے۔'' یہاں حدیث کے بجائے ''حدیث کی چھ کتابیں'' (صحاح ستّہ) لکھا جاتا تو بہتر ہوتا۔

صفحہ۴۲ پ (حاشیہ): ''چالیس حدیث قدسی کے نام سے جو مجموعہ معروف ہے، یہ النووی (م ۱۲۷۷ء) کی جانب منسوب ہے۔'' امام نووی (نام کا تلفظ بھی انگریزی میں غلط ہو گیا ہے) کا یہ دعویٰ نہیں کہ اُن کی ''اربعین'' احادیثِ قدسیہ کا مجموعہ ہے۔

صفحہ۴۲: ''صوفیانہ روایات میں چالیس قدسی احادیث نے بہت اہمیت حاصل کر لی۔'' احادیث قدسیہ کی تعداد چالیس تک محدود کر دینا درست نہیں۔ صوفیاء بعض ایسی احادیث بھی روایت کرتے ہیں جو سرے سے کسی متداول مجموعہ احادیث میں شامل نہیں۔

صفحہ۹۰: مسیحیت سے حلقۂ اسلام میں داخل ہونے والے عالم جنہوں نے ''کتاب الدین والدولہ'' لکھی ہے، کا نام علی بن ربّان الطبری لکھا گیا ہے، حالانکہ عرب مصنفین نے انہیں ابن ربن طبری لکھا ہے۔ (اسی طرح بعض دوسرے ناموں کا تلفظ بھی درست نہیں۔)

ان معمولی تسامحات سے قطع نظر جنابِ مصنف نے دوسرے اہلِ قلم پر بہت زیادہ انحصار کیا ہے، اور بعض اوقات ان کے نقطہ ہائے نظر باہم متضاد ہیں۔ جب دونوں نقطہ ہائے نظر کو باہم ملایا گیا ہے تو اس سے کہیں کہیں دلچسپ صورتِ حال پیدا ہو گئی ہے۔ مثال کے طور پر علامہ محمد اقبال (۱۸۷۷ء-۱۹۳۸ء) کا تعارف ''صوفی'' کے طور پر کرایا گیا ہے (ص ۱۴۷)، جیسا کہ بعض اہل قلم

خیال کرتے ہیں، مگر صرف چار سطروں کے بعد اینی ماری شمل کا اقتباس نقل کیا گیا ہے:

اُن [اقبال] کا رویہ حضرت عیسیٰؑ کی جانب اس طرح کا نہیں ہے، جیسا کہ صاحب قوت انبیاء حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کی جانب ہے۔ سبب یہ ہے کہ تصوف کے ابتدائی زمانے ہی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تارکِ دنیا کے طور پر پیش کیا گیا ہے، اور اقبال اس طرز تصوف سے اپنی قوم کو نجات دلانا چاہتے ہیں۔

سفیر اختر

● ہزار سالہ جشن صلیب: اکیسویں صدی کا استقبال اور بے خبر مسلمان

ملک احمد سرور مدیر "بیدار ڈائجسٹ" کے اس پمفلٹ کا ذیلی عنوان ہے: "مسلمانوں پر ہزار سالہ صلیبی مظالم کی جھلکیاں"۔ انہوں نے تاریخ کے حوالے سے بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو پہلے ہزار سال پورے ہونے پر مسیحی دُنیا نے "گیارہویں صدی کو --- اس طرح منایا تھا کہ وہ باہم متحد ہو کر مسلمانوں پر چڑھ دوڑے تھے۔ بیت المقدس اور کئی دوسرے شہروں کے گلی کوچوں میں مسلمانوں کا خون سیلاب کے پانی کی طرح بہایا گیا تھا، اور دوسرے [ہزارے کے خاتمے پر] بھی صورتِ حال ویسی ہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے صلاح الدین ایوبی اور کچھ دیگر غیرت مند موجود تھے جنہوں نے، مادی و افرادی طور پر کمزور ہونے کے باوجود خونخوار صلیبی بھیڑیوں کے دانت توڑ دیے تھے۔" "صلیبی مظالم" دکھا کر جناب ملک صاحب نے واضح کیا ہے کہ مسلمانوں کے لیے "جشن صلیب میں کسی طرح کی بھی شرکت غیرت ایمانی کے خلاف ہے۔"

جناب ملک صاحب کا یہ مقالہ تحریک اسلامی - لاہور کے اجتماع میں کی گئی ایک تقریر پر مبنی ہے، "تحریک اسلامی" نے ہی اسے شائع کیا ہے اور چھ روپے میں دفتر تحریک اسلامی لاہور -